

خدا مراد میں  
(اھور)

بیک  
من لایق حق تو انجمن  
شیر افروزان لایق

٢٣، محرم الحرام ١٤٠٥ هـ  
١٩، اكتوبر ١٩٨٢

یہ از مطبعہ الخیر جاہلہ السیاحیہ

طبرستان در ۱۲۸۲



# احادیث الرسول

صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ (متفق عليه) انصاف سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! جہنم کے کے خبیث مردوں اور عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تشریح: خُبْتُ، خَبَيْتُ، خَبَيْتُ کی جمع ہے۔ خُبْتُ سے مراد شیطانوں کے مرد اور خَبَيْتُ سے مراد شیطانوں کی عورتیں ہیں۔ (فتح الباری)

یہ دعا بیت الخلاء میں قدم رکھنے سے پہلے پڑھی جائے۔ تاکہ شیاطین اس کی شرگاہ سے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کریں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً تَوَضَّأَ فَلَيْسَتْ تَشْرِدُ مِنِّي اسْتَجْمَرْتُ فَلَيْسَتْ تَزِدُّ (متفق عليه)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک بھارے اور جو ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔

تشریح: ناک بھارے تاکہ اندر جو رخیٹ ہو وہ خارج ہو جائے اور طبیعت صاف ہو کر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ علاوہ اس کے بعض حدیث میں آتا ہے کیونکہ شیطان انسان کی ناک کے بانہ پر رات گزارتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا یہاں بھی طاق عدد ہی کو شائع نے پسند فرمایا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَتَوَضَّأُ فَأَكْبَأَ بِالسَّوَكِ (متفق عليه) حذیفہؓ سے روایت ہے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے

تشریح: بعض روایتوں

میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خطرہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت ان پر مسواک کرنا لازم کر دیتا اور یہ بھی آیا ہے کہ مسواک والی نماز کا درجہ ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کو جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے ضرور مسواک کرتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِزْ يَدَهُ فِي الْأَسَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيُّ بَأْسٍ يَدُهُ - (متفق عليه)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو ڈالے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح: پانی کے کھلے برتن میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدمتِ مہربان

جلد ۳۱۰ شماره ۱۵

رئیس الادارہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت

مولانا محمد اجمل قادری  
عبد الرشید انصاری  
ظہیر میر ساید و کیٹ  
انتظار حسین اسعد قادری

مجلس ادارت

نصاب: ۲/- روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک  
سالانہ ۵۲- نمائے ۸۰/- روپے  
شماہی ۲۲- نمائے ۴۵/- روپے

## نقطہ نظر

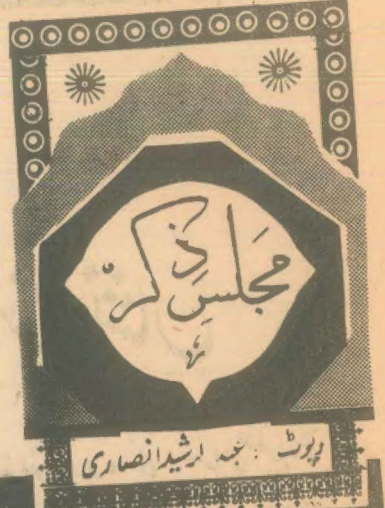
### سامراج کا آخری نشان

تھفظ ختم نبوت کانفرنس ربوہ کی اختتامی عظیم نشست سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے فرمایا کہ مرزائی ہمارے ملک میں سامراج کی آخری نشانی ہیں۔ یہ اسرائیلی ایجنٹ ہیں جو برطانوی استعمار کے اشارے پر کام کر رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان متحد و متفق ہو کر اس فتنہ کا سدباب کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان باہمی افتراک و انتشار سے پہنچا ہے۔ مولانا نے زور دے کر فرمایا کہ ان بیرونی سامراج کے ایجنٹوں کے سینہ سپر ہو جانا چاہئے تاکہ مسلم دشمن عناصر کی سرکوبی کی جاسکے۔ حضرت کے مذکورہ بالا الفاظ ہر مسلمان کے لئے حرزِ جاں ہیں۔ مسلمانوں کی دو سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے اپنی متحدہ کوشش سے اس سامراج کو بویا بستر سیٹھنے پر مجبور کر دیا جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ ان اکابرین کی جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ آج برطانوی استعمار خود اپنے میں بے چین رہے کس ہے لیکن چونکہ انگریز بڑا لعین اور عیار ہے۔ اس لئے اس نے کمال ہوشیاری اور عیاری سے کام لے کر قوتوں کو منتشر اور متفکر کرنے کے لئے اسلام کے دل پاکستان میں قادیانی گروہ کو پروان چڑھایا اور عرب دنیا کے وسط میں اسرائیل کی بنیاد رکھی۔ یہ



# دل کی تاریکیاں اللہ کے ذکر سے دور کرو

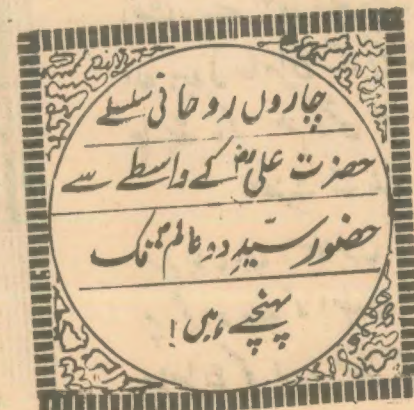
اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ صبح و شام کی قید کے بغیر اس کا ذکر لا تعداد و بے شمار ہو۔



جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ انور دامت برکاتہم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم  
بسم اللہ الرحمن الرحیم :  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
ذَكِّرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا  
وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا  
(سورۃ احزاب)

اور پہاڑوں کے لئے جو منابطے  
اور اصول مقرر کر دئے ہیں سب  
اپنی اپنی ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں۔  
ہر مخلوق اپنے خالق و مالک رب  
العلمین کے حکموں پر عمل کر رہی ہے۔  
حضرت ابوداؤد و مخیر شید ہمہ درکارند



ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ  
کو بہت یاد کیا کرو اور صبح و شام  
اس کی پاکی بیان کرو۔  
اللہ تعالیٰ مالک و منعم حقیقی  
ہے۔ ہر چیز اس کی ہے ہر نعمت  
اس نے پیدا کی ہے اور ہر مخلوق  
اللہ تعالیٰ کے احسانات سے ہر  
وقت فیض یاب ہو رہی ہے۔  
اس کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے  
مالک و رب کی حمد و ثنا بیان  
کرتا ہے۔ مشیت ایزدی نے چاند  
سورج، ستاروں، سیاروں، دریاؤں،  
ہواؤں، جنگلوں، صحراؤں، سمندری

انسان جو اثرات المخلوقات ہے  
جسے اللہ نے اَحْسَن تَقْوِيم میں پیدا  
کیا ہے۔ اس کی ذمہ داریاں اور  
فرائض بھی اس کے مرتبہ اور  
منصب کے لحاظ سے دیگر مخلوقات  
سے ممتاز اور بلند و بالا ہیں۔ اللہ

## حضرت مدنیؒ کا ارشاد

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید  
حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا  
ایک ارشاد اس وقت میں آپ  
حضرات کی خدمت میں پیش کرنا  
چاہتا ہوں۔ حضرت مدنیؒ نے سورۃ

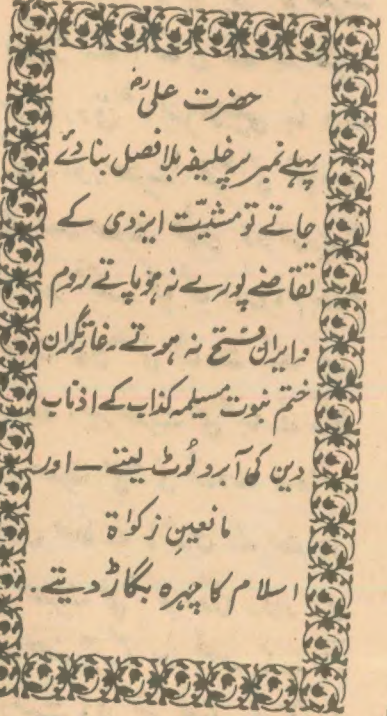
احزاب کی ان آیات کے حکم کہ

”اے ایمان والو! اللہ کو  
بہت یاد کیا کرو اور صبح  
و شام اس کی پاکی بیان کرو“  
کی تشریح کے ضمن میں ارشاد فرمایا  
”اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے  
کہ اس کا ذکر بے تعداد  
ہو، شب و روز کی قید  
نہیں، صبح و شام کی قید  
نہیں، طہارت غیر طہارت  
کی قید نہیں (کیونکہ ذکر کا  
اصل مقام انسان کا دل  
ہے) کپڑے نئے یا پچھے  
پرانے ہونے کا سوال نہیں،  
مطلب یہ ہے کہ ہر وقت  
ہر لمحہ اور ہر ایک حالت  
میں اللہ کے ذکر میں لگے رہو  
اور اس راہِ عمل میں انسان  
کے عزم و اعزاز حق کی زبان  
یہ کہے کہ

بناؤں گا اپنے نفس سرکش کو یارب غلام تیرا  
میں چھوڑ کر کاروبار سائے کو نگاہِ ہر وقت کام تیرا  
کیا کرونگا بس اپنی ہی ذکر ہی صبح و شام تیرا  
جماؤنگا دل میں یا دھیری رٹونگا دن تا نام تیرا  
اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندگی اور  
اس کی عبادت کا حق یہی ہے کہ  
انسان اپنی ساری چاہتوں اور خواہشوں  
کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر  
قرآن کر دے۔

## حضرت علیؑ کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کا واقعہ مشہور عالم ہے کہ جب  
ان کے چہرہ اقرس پر تھوکا گیا تو  
انہوں نے تلوار کی زد میں آئے ہوئے  
کافر کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ میں تو  
اللہ کے حکم کی تعمیل میں اس کی رضا  
حاصل کرنے کے لئے قتل کر رہا  
تھا مگر اب غصہ آنے کے بعد



قتل کرتا تو اپنے لئے کرتا۔ یہ ہے  
نفس سرکش کو اپنے رب کا غلام  
بنا دینا۔ حضرت علیؑ کی پرورش و  
تربیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے خود فرمائی تھی وہ چچا زاد  
بھائی بھی تھے اور داماد بھی، ان  
کے قلب کا تزکیہ اللہ کے نبیؐ نے

نے کیا تھا ان کے دل میں ہر  
وقت اللہ کی یاد اور اللہ کا ذکر  
رہتا تھا۔ چاروں روحانی سلسلے چستی  
سہروردی، قادری اور نقشبندی حضرت  
علیؑ کے واسطے سے سید دو عالم  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
تک پہنچتے ہیں یہ حضرت علیؑ کی  
خصوصیت اور عظمت شان ہے۔

## حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام

جہاں تک فرق مراتب کا تعلق  
ہے اس میں بہر حال حضرت ابوبکرؓ  
افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ حضور  
نبی کریمؐ نے اپنی دنیوی حیات مبارکہ  
میں حضرت ابوبکرؓ کو خود اپنے مصلے  
پر کھڑا کیا اور سترہ نمازیں حضرت  
ابوبکرؓ کے پیچھے ادا فرمائی ہیں۔ اس  
لئے یہ فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا  
تھا کہ سید الانبیاء کے جانشین اور  
خلافت ظاہری و باطنی کے پہلے  
نمبر پہ بلا فصل مستحق سیدنا ابوبکرؓ  
ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریمؐ کا  
ہر عمل اور ارشاد اللہ تعالیٰ کے  
حکم سے تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کو  
اپنے مصلے پر کھڑا کرنا، حضور اکرمؐ  
کا حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نمازیں  
ادا فرمانا، اور لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ  
کی امامت میں نمازیں پڑھنے کا حکم  
دینا سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا



# جامع القرآن یکصد وحیا ذوالنورین امیر المومنین

امام مظلوم عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سیدنا

لوگو! آج کے بعد عثمان کو یاد کرو گے لیکن عثمان نہیں نصیب نہ ہوگا

مہم کے دوران عطیات کی عام اپیل پر انہوں نے مال و دولت، اثاثہ و املاک حضور اکرم کی خدمت میں لا ڈالنے میں ذرہ بھر پس و پیش کی ہو۔ ایسا بھی ہوا کہ جو کچھ گھر میں بصورت مال و دولت موجود تھا وہ سب ہی اٹھا لائے

جب حضور نے ان سے دریافت کیا کہ تمہاری کچھ چھوڑ آئے ہو تو نہایت اطمینان اور صبر و تحمل سے فرمایا کہ میرے لئے اللہ کے رسول کی ذات ہی بہت کافی ہے۔ مدینہ منورہ میں بیرونہ کنواں خرید کر انہوں نے عام ضرورت مندوں کے لئے وقف کر دیا یہی نہیں بنی اکرم کے فرمانے پر مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین خرید کر پیش کی تاریخ مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے عہد خلافت میں مملکت اسلامیہ کی حدود و مرکزش الجزائر، لیبیا، پاکستان (جہاں اب واقع ہے)، افغانستان، روس، ہندوستان اور بحیرہ روم کے جزائر تک وسیع ہو گئی تھی۔ چنانچہ رومیوں سے مقابلہ ہوا اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔ ۱۸ ہجری ۳۵ھ میں ان کے عہد خلافت کا آخری دن تھا جب یہ شیعہ اسلام مسلمانوں کے خلاف تخریب کاروں کی ایک سازش کے تحت ہمیشہ کے لئے نکل ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے تاریخی قبرستان جنت البقیع میں دفن کئے گئے جلیل القدر صحابی رسول

ساتھ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا تو آپؐ نے اپنے پاؤں سے اسے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

ظاہر ہوا کہ منصفیت حضرت عثمانؓ غنیؓ کے مقدر میں ازل سے پوشیدہ تھا۔ یہی نہیں ان کا نام نامی ۱۴۔ اولین مسلمانوں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ آقائے

## محمد اقبال احمد صدیقی

دو جہاں سرکار مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں بچے بعد دیگر حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں۔ حتیٰ کہ سرور کائناتؐ کے قول کے مطابق ذوالنورین کہلائے۔ اور بحیثیت صحابی رفیق خاص اور بطور داماد رسولؐ ہمیشہ آقائے دو عالم کی خوشنودی اور طاعت قلب کا سبب بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے علاوہ کفر و کفر کے درمیان لڑے جانے والے محرمات میں شریک ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دشمن کی مزاحمت اور سرکوبی کے لئے منظم ہونے والی

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت بلند سیرت مثالی جو دو سجدہ کمال کردار صالح اور پاکیزہ ان کے اوصاف حمیدہ کو بیان کرنا گویا محال اور کسی اہل قلم کی دسترس سے باہر، لیکن یوم شہادت ۱۸ ہجری المجہ کی نسبت سے اس مجموعہ صفات سے متعلق چند باتیں چند پہلو یہاں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: "میرے نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں اور میرے رفیق جنت میں عثمان ہیں۔"

روایت حضرت طلحہ بن عبید اللہ (بوالہ ترمذی) یہی نہیں سنا احمد میں مذکور ہے "حضرت عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضور غزوہ تبوک کا سامان کر رہے تھے حضرت عثمانؓ ایک ہزار اشرفیاں آستین میں رکھ کر حضورؐ کے پاس آئے اور اشرفیاں آپ کی گود میں ڈال دیں۔ حضور ان اشرفیوں کو اپنی گود میں لٹاتے پٹاتے تھے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کچھ نقصان نہیں ہو سکتا آج کے بعد جو چاہیں کریں، دو مرتبہ یہی فرمایا۔"

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت منقول ہے کہ۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے

حضرات کو باری باری منصب خلافت سونپا جاتا اور اس کے لئے ترتیب یہی ممکن تھی جو عمل میں آئی۔ اگر حضرت ابو بکرؓ کو سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو ان کے بعد، حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ سے پہلے اور حضرت علیؓ کو تینوں اصحاب کے بعد چوتھے خلیفہ اور امیر بنا دیا جاتا اور یہ ترتیب نہ ہوتی تو مشیت ایزدی کے تقاضے پورے نہ ہوتے فارغ گیران ختم نبوت اذناں میلہ کذاب دین کی آبرو لوٹ لیتے، مانعین زکوٰۃ اسلام کا چہرہ بگاڑ دیتے، روم و ایران فتح نہ ہوتے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نہ ہوتے تو دنیا کہتی کہ مسلمانوں کے پاس بس ایک ہی آدمی تھا اور نبوت کے مدرسہ میں صرف ایک ہی آدمی تیار ہو سکا۔ اس لئے خلافت و امامت کے بارے میں صحابہؓ کے سارے فیصلوں کو صحیح فیصلے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت بالذہن سمجھ کر دل و جان سے قبول کرنا، ایمان کی سلامتی کی ضمانت اور عقل و فکر کے مطابق ہے۔

اس موضوع پر تفصیلات کا یہ موقع نہیں۔ میرکیت ذکر اللہ کی (باقی ۱۴ پر)

تابندہ ستاروں کو آسمان ہدایت پر جگلاتے دیکھ کر منزلِ حق کی طرف ہمیشہ گامزن رہتے۔ بعض لوگوں کے خیال کے مطابق اگر حضرت علیؓ پہلے نمبر پر خلیفہ بلا فصل بنا دیے جاتے تو اس سے یہ نقصان ہوتا کہ امامت خلافت کے تین حق داروں کو ان کا حق نہ ملتا اور فرق مراتب واضح نہ ہوتا۔ اب تو یہ ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ امیر المومنین بنا دئے گئے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور امام مظلوم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد چوتھے امیر حضرت علیؓ بنائے گئے اور حضرت علیؓ کی شہادت کا واقعہ تینوں حلفائے راشدین کے بعد ہوا اگر حضرت علیؓ کو اول روز ہی سے حضورؐ کے بعد خلیفہ بنا دیا جاتا تو امت باقی تین خلفاء کی قائمانہ فیض رسائیوں سے محروم رہتی اور دنیا "خلفاء راشدین" نہ کہتی بلکہ صرف خلیفہ راشد ہی کہتی۔ امت کی فلاح و بہبود اور اسلام کی ترقی کے جو جو کام اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کی جماعت سے لینے تھے ان کے لئے ضروری تھا ان چاروں

یعنی حضرت ابو بکرؓ کی امامت و خلافت اللہ کی مشیت اور نبی کریمؐ کی مرضی اور چاہت تھی اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے حضرت ابو بکرؓ کو پہلا خلیفہ بنانا، حضورؐ کا جانشین مقرر کرنا اور ان کے دستِ حق پست بیعت کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضورؐ کی مرضی کی تعمیل تھی۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ پر اعتراض و الزام اللہ تعالیٰ، حضور اکرمؐ اور تمام صحابہؓ پر الزام و اعتراض قرار پائے گا۔ کوئی سچا مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

## خلیفہ راشد نہیں خلفاء راشدین

حضرت ابو بکرؓ سب سے پہلے ان کے بعد حضرت عمرؓ کا اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ کا اور ان کے بعد حضرت علیؓ کا خلیفہ اور امیر المومنین بنایا جانا اس لئے مقدر ہو چکا تھا کہ یہ چاروں جلیل القدر اصحاب رسول خلافت و امامت کی خوبیوں کے مالک اور مستحق تھے۔ ضروری تھا کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے سامنے نبوت کے تربیت یافتگان کی ایک جماعت کو بطور نمونہ پیش کر دیا جاتا۔ حق داروں کو حق مل جاتا اور متلاشیانِ حق ان



سیدنا عثمان بن عفان کرم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنین منتخب ہوئے تھے اس طرح یکم محرم اور ۱۸ رذی الحجہ دونوں سیدنا عثمان کی حیات مبارک کی اہم تاریخیں ہیں وقت کتنے رنگ بدلتا ہے اور کس کس متوقع اور غیر متوقع اور مرحلے سے گزرتا ہے۔ یہ جان لینا اور سمجھ لینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ انسان کیا سوچتا ہے۔ مشیت ایزدی کو کیا منظور ہوتا ہے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی دسترس میں صرف تدبیر اور کوشش ہے نتیجہ صرف ذات باری تعالیٰ کو معلوم اور اس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جو علاقے فکروے

(لبنیا، برتہ، الجزائر، وسط ایشیا میں افغانستان خراسان اور ترکستان کے بعض حصے، بحرہ اسود اور بحیرہ کیپسین کے درمیان خطہ آرمینہ اور آذربائیجان فتح کئے گئے۔ بلاشبہ ایشیائے کوچک کا ایک بڑا حصہ ان کے زمانے میں مسخر کر کے شامل کیا گیا، مزید یہ کہ حضرت عثمان غنیؓ ہی کے عہد خلافت میں حضرت معاویہؓ نے مسلمانوں کا پہلا بحری بیڑا تیار کر کے دریائی افواج کو بار بار شکست دی۔ اور جزیرہ قبرص بالآخر فتح کر لیا جو مملکت اسلامی کا ایک حصہ قرار پایا۔

حضرت عثمان کے دار تجارت پیشہ تھے اس لئے شروع ہی سے ان کے گھرانے میں مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ جب والد کا انتقال ہوا تو ترکہ میں بھی بہت سی دولت اور املاک شروع کی، شروع کی، مسلمانوں کو۔ اپنی مدافعت کیلئے

”اگر میری اور بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا۔“

تاریخ گواہ ہے کہ عثمان نازک سے نازک وقت میں حضور اکرمؐ اور ان کے لائے ہوئے پیغام اسلام کا ساتھ چھوڑنے والے نہ تھے، نہ وہ دین کی نفرت کے حصول میں کسی ایثار میں دوسروں سے پیچھے رہے۔ وہ پورے علاقے کے بہت ہی بڑے تاجر تھے لیکن تجارت کیلئے سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ ان کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ حضورؐ کی ایما پاتے تو پہلی دفعہ میں اپنا سب کچھ نثار کر دیتے، جب وقت آیا تو انہوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔

## حضرت عثمانؓ کی شہادت درد انگیز اور تاریخ اسلام کا ایک ناقابل فراموش خونین ورق ہے!

اسلام میں شامل ہوئے تھے یا ان پر مسلمانوں کا اقتدار مستحکم ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں مزید توسیع ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نہ صرف دین مبین اسلام کی بلکہ اسلامی مملکت کی بے پناہ خدمت کی اور وہ اس کے مستحق ہر گز نہ تھے کہ کوئی ان کے خلاف تلوار اٹھاتا اور اللہ یا اللہ کے رسولؐ نے انہیں جنت کی جو بشارت دی تھی۔ ان کی فضیلت، بزرگی، شرم و حیا اور ایثار کی تصدیق کی تھی، ان کے منصب کی توہین کا ارتکاب کیا جاتا۔

انراہہ کیجئے کہ ممالک محروسہ کا دائرہ عہد عثمانی میں کتنا وسیع ہوا۔ افریقہ میں طرابلس ملی۔ پورا نام عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ جبکہ والدہ کا نام اردو کی بنت کریز بن ربیعہ تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چچی ام حکیم بیضا کی صاحبزادی تھیں۔ اس سے حضور اکرمؐ سے سیدنا حضرت عثمان کے کئی کئی رشتے، قرابتیں اور نسبیں ملتی ہیں۔ پھر یہ کہ جب حضورؐ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ رحلت پاگئیں تو آقائے دو جہان نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ، حضرت عثمان کے عقد میں دیدیں۔ اس طرح حضرت عثمان کو دو مرتبہ رسول اللہؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا، دونوں کیلئے۔ سوسے اتفاق کہ سیدہ ام کلثومؓ بھی انتقال کر گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہچانے گا۔

تمام وسائل کو بچا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اتفاق سے ان دنوں مسلمانوں کی مالی حالت آسودگی کی ذمہ داری بھی بہر حال حضور اکرمؐ نے اٹھا کر اُن سے سامان جنگ (کیلئے سرمایہ) اکٹھا کرنے کی اپیل کی۔ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے ایک تہائی فوج کے مجموعی اخراجات خود برداشت کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور سامان رسد کیلئے ایک ہزار دینار یہ تھا عطیہ عثمانؓ۔ آقائے دو جہان سیدنا عثمانؓ کا یہ جذبہ ایثار دیکھ کر فرمایا۔

”آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل ان کو نقصان پہنچائے گا۔“

نرمندی و نسا کی روایات منقولہ کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا جب خلیفہ سوم کی حیثیت سے باغیوں نے محاصرہ کیا تو سیدنا ذو النورینؓ اور باغیوں کے درمیان کئی مرتبہ مباحثہ ہوا۔ اور سیدنا عثمان غنیؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی رفاقت کے کئی واقعات یاد دلائے۔ اور دین کے لئے اپنی خدمات کا ذکر کیا۔ باغیوں کے پاس ان حقائق کو جھٹلانے کا کوئی جواز تھا نہ جواب۔ لیکن وہ اپنی فتنہ پڑوانی پر جے ہے۔

حضرت ثناء بن حذیفہ تشریح کرتے ہیں کہ۔ ”میں عثمانؓ کے گھر میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ باغیوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ گھر کے اندر سے کوٹھے پر آئے۔ اور نیچے جھانک کر ان لوگوں سے جو ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مخاطب ہوئے۔“

”میں خدا اور اسلام کا واسطہ دیکر تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ یہ بات تو تم کو معلوم ہوگی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اس وقت مدینہ میں رومہ کے کنوئیں کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ رسول اللہؐ نے اس وقت فرمایا: کون شخص ہے جو کہ رومہ کے کنوئیں کو خرید لے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کنوئیں میں ڈالے (یعنی پھر اس کو وقف کر دے) اس ثواب کے بدلے میں جو خریدنے والے کو جنت میں ملیگا میں نے اس کنوئیں کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا۔ اور آج تم مجھ کو اس کنوئیں کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا: ہاں ہم جانتے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم کو خدا اور رسولؐ کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم کو معلوم

ہے کہ جب مدینہ کی مسجد نمازیوں کی زیادتی کے باعث تنگ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین کو خرید لے اور مسجد میں اس زمین کو شامل کر کے مسجد میں وسعت پیدا کر دے۔ میں نے اس زمین کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا۔ (اور مسجد میں شامل کر دیا) آج تم مجھ کو اس مسجد میں دورکت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں پھر عثمانؓ نے فرمایا۔ میں تم سے بحق خدا اور اسلام دریافت کرتا ہوں کیا تم اس سے آگاہ ہو کہ میں نے جس عسرہ کے سامان کو اپنے مال سے درست کیا۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے مکہ کی پہاڑی ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا ذکر بھی کیا۔ جس میں سیدنا عثمانؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ لوگوں نے جب اس واقعہ کی بھی تصدیق کی تو حضرت عثمان غنیؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تین مرتبہ فرمایا۔ پروردگار کعبہ کی قسم میں شہید ہوں۔“

اسلامی تاریخ کا یہ عظیم المیہ بہر حال ہو رہا جس نے نہ صرف اس عہد کے مسلمانوں کو ایک مشفق و دہربان اور متقی و صالح سربراہ مملکت سے محروم کر دیا بلکہ مفسدین کے اس اقدام کی بدولت مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور فتنہ پردازی کے دیرپا شگاف پڑ گئے منافقین اور مشرکین کو مسلمانوں کی متحدہ قوت کو شکست و ریخت کا نشانہ بنانے کا موقع مل گیا۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے مملکت اسلامیہ کی توسیع اور استحکام کے لئے شاندار اور ناقابل فراموش کارنامے انجام دیے تھے جنہیں مفسدوں نے اور تخریب کاروں نے وقتی طور پر

خون عثمانؓ میں ضرور ڈوب دیا۔ لیکن تاریخ کے صفحات سے عثمانی عہد کے کارناموں کو محو نہ کر سکتی دنیا تک امت مسلمہ کے لئے یہ ممکن ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے قول فیصلہ پر خط تہنیخ پھیرا جاسکے۔ سیدنا عثمانؓ اپنی بے وثہ دینی خدمات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار رفاقت کے حوالے سے تاہد زندہ رہیں گے اور جنت! ان کا مسکن پہلے ہی قرار پا چکی ہے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں شامل اور مرتبہ شہادت پر فائز المرام ہیں۔

طویل محاصرے کے دوران سیدنا عثمانؓ اور ان کی اہلیہ عائشہؓ کو تمام اہل خانہ پر روانہ پانی بند رکھا گیا۔ یوش برپا کرنے والے دینی و ملی مفادات کے مخالفین نے حیا کے پیکر اور صدق و وفا کی مثال جامع القرآن عثمانؓ بن عفان کے لئے ذرا بھی صلہ رحمی روانہ رکھا۔ باکسج پر جانوالے مسلمانوں کی غیر حاضری کا ناجائز فائدہ اٹھایا شاہ معین الدین احمد دہلوی نے تاریخ اسلام میں اس واقعہ کو یوں تحقیق کیا ہے۔

”جتنا وقت گزرتا جاتا تھا۔ حاجیوں کی واپسی کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا بعض مقامات سے فوجوں کے آنے کی خبر بھی تھی اس لئے باغیوں نے جلد سے جلد حضرت عثمانؓ کی شیعہ حیات بچھانے کا فیصلہ کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا۔ اور صبر و استقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے اس لئے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپؐ نے شہادت کی تیاری شروع کر دی جمعہ کے دن سے روزہ رکھا۔ ایک پانچواں صبح آپؐ نے پہلے بھی نہ پہنا تھا۔ زیب تن کیا میں غلام آزاد کیے۔ او (باقی پر)







کی زدیں آکر درود شریف سے  
الرجب ہونے کا فتویٰ لگوا چکے ہیں۔  
میاں صاحب نے خیال  
نہیں کیا کہ ان کے مدوح اعلا حضرت  
فاضل بریلوی (جن کے میاں جی  
بہت ہی معتقد ہیں اور کبھی کبھی  
نور بصیرت میں اس کا اظہار فرماتے  
رہتے ہیں) علامہ شامیؒ کی مدح  
میں کہیں اس قدر رطب اللسان  
ہیں اور متنبی کے بقول حَبِيبُ  
رَأٰى قَلْبِي حَبِيبٌ حَبِيبِي - کہ  
دوست کا دوست مجھے محبوب  
ہے، کے مطابق اس محبت کا  
پاس و لحاظ بھی ضروری ہے۔  
ہم نے عمداً علامہ شامیؒ کا ذکر  
کیا ہے۔ اس امید پر کہ میاں  
صاحب کا روحانی تعلق اپنے پیر  
مشتد کے واسطے سے ان سے  
ضرور ہوگا۔

ورنہ میاں صاحب کی  
تنگ نظری کا شکار تو حضرت  
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما جیسی تتبع سنت شخصیت  
اور افقہ الصحابہ حضرت عبد اللہ  
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
جیسے جلیل القدر صحابی (جن کی مرویات  
و فتاویٰ پر امام اعظم ابو حنیفہؒ  
نے فقہ حنفی کی بنیاد رکھی ہے بھی  
ہو چکے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب العطاس  
میں روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کی موجودگی میں پھینک آئی۔ اس  
نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاسْتَغْفِرُہُ  
رَسُولُ اللّٰہِ۔ اس پر ابن عمرؓ  
نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے پھینک کے موقع پر فقط  
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ سکھایا  
ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ  
اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں  
درود و سلام کی فضیلت  
میں کیا شک ہے لیکن جس طرح  
حکم ہوا ہے اسی طرح کرنا چاہئے۔  
صاحب شریعت نے ہر بات کا  
موقع محل مقرر کیا ہے وہ بات  
اسی جگہ کہنی چاہئے۔ (الصلوۃ و السلام  
بحوالہ مدارج النبوة ص ۱۸۱ ج ۱)  
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ  
نے بعض حضرات کو ایک مسجد  
میں بلند آواز سے کلمہ اور درود  
شریف پڑھنے سنا۔ آپ نے ان کے  
پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔  
ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے زمانہ مبارک میں یہ طریقہ  
نہیں دیکھا اور میرے خیال میں  
تم یہ بدعت نکال رہے ہو۔ آپ  
بار بار یہ کلمات دہراتے رہے یہاں  
تک کہ ان لوگوں کو مسجد سے  
نکال دیا۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر  
چکے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ  
فقہ حنفی کا اصل منبع و سرچشمہ ہیں۔  
یہی وجہ ہے کہ علماء احناف  
فقہ ابن مسعودؓ کی روشنی میں آج  
بھی جو بعض حضرات مسجدوں میں  
نمازوں کے بعد بلند آواز سے کلمہ  
طیبہ و درود شریف کا ورد کرتے  
ہیں اسے بوجہ سختی کے ساتھ منع  
کرتے ہیں۔

علامہ محمد امین ابن عمر الشامی  
الحنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔  
علماء سلف اور سلف ساجد وغیرہ  
میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مستحب  
ہونے پر متفق ہیں مگر یہ کہ ان  
کے ذکر بالجہر سے کسی سونے والے  
یا کسی نمازی یا کسی تلاوت کرنے  
والے کو تشویش ہوتی ہو۔

علامہ شامیؒ کی اس عبارت  
سے معلوم ہوا کہ جہاں کسی نمازی  
یا کسی قاری قرآن کی قرأت میں  
خلل کا اندیشہ ہو وہاں بھی درود

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ  
عبد اللہ ابن مسعودؓ اسلام کی وہ  
ماہر شخصیتیں ہیں کہ بسوں پر

شریف بالجہر نہ پڑھنا چاہئے۔  
جیسا کہ آج کل عام رواج ہو گیا  
ہے کہ اذان سے پہلے اور مابعد  
چاہے کوئی مسجد میں نماز و تلاوت  
میں مشغول ہو۔ مؤذن صاحب  
بلند آواز سے بلکہ پوری قوت  
سے لاؤڈ سپیکر میں چیخ چیخ کر  
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول  
اللہ پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں۔  
درست نہیں بلکہ ایسے مقام پر  
منع کیا جانا چاہئے۔

چنانچہ امیر ملت سید پیر  
جماعت علی شاہ صاحب ایک  
سائل کے جواب میں تحریر فرماتے  
ہیں۔ ”مسجد میں اس طرح پکار  
کر ذکر کرنا جس سے دوسرے  
نمازیوں کی نماز میں اور قرأت  
میں خلل آئے شرعاً مکروہ ہے۔“  
فتاویٰ جماعتیہ ص ۱۶۱ و سیکرہ  
رفع صوت مذکور۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے  
فتاویٰ افریقہ میں اور صاحب فتاویٰ  
نظامیہ نے کہا کہ کلمہ طیبہ لا الہ  
الا اللہ سے خلل اندازی نماز  
نہیں ہونی چاہئے۔ بہر صورت  
ذکر، ذکر خفی، ذکر جہر، ذکر  
متوسط تمام جائز ہیں، سیکرہ  
خلل اندازی نماز برگز جائز نہیں۔  
(از فتاویٰ جماعتیہ ص ۱۶۱)

اب ہم میاں صاحب سے  
بصدا احترام یہ پوچھنے کی جسارت

کریں گے کہ عبد اللہ ابن مسعودؓ  
اور ابن عمرؓ جو مقام پر درود  
شریف پڑھنے کو منع فرما رہے ہیں  
اور ایسے ہی علامہ شامیؒ، فاضل  
بریلوی اور امیر ملت جو لا الہ  
الا اللہ اور دیگر اذکار درود  
شریف وغیرہ جہراً پڑھنے سے  
منع فرما رہے ہیں جبکہ کسی کی  
نماز میں خلل اندازی ہو رہی ہو  
کیا یہ حضرات (نحوذ باللہ) کلمہ  
طیبہ یا درود شریف سے الرجک  
ہیں؟

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو یہی  
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا ہی نہ ہو  
امید ہے کہ اس اجمالی تفصیل  
سے میاں صاحب کے اس قول کی  
حقیقت آشکار ہو گئی ہوگی جو آپ  
نے فرمایا ہے کہ ”اس لئے یہ  
کہنا کہ فلاں وقت درود شریف  
پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو یا  
نمازیں درود شریف پڑھ لینا کافی  
ہے۔ یہ بات اس آیت پاک کے  
مفہوم کے منافی ہے۔“

شاید آپ نے اس بات کو  
بنیاد بنا کر تحریر فرمایا ہے کہ  
بعض لوگ درود شریف سے الرجک  
ہیں حالانکہ حضرت کی یہ دونوں  
باتیں تحقیق کی رو سے درست نہیں  
ہم تو بہر حال یہی گمان رکھتے ہیں  
کہ کوئی مسلمان درود شریف سے  
الرجک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی

کوئی یہ کہتا ہے کہ صرف نماز  
میں درود شریف پڑھ لینا کافی ہے  
یہ چیزیں محض میاں صاحب کے  
اپنے ذہن کی اختراع ہے، ورنہ  
حقیقت کی دنیا میں تو اس کا  
کہیں وجود ہی عفا ہے۔

بقول شاعر  
خزاں نہ تھی چنستان دہریں کوئی  
خود اپنا ضعف نظر پر دہ بہار ہوا  
ماں یہ ممکن ہے کہ کچھ  
لوگ درود تاج، درود مستغاث،  
درود غوثیہ وغیرہ پڑھنا پسند کرتے  
ہوں جبکہ دوسرے بعض حضرات  
مذکورہ بالا درود شریف پڑھنے کو  
بایں وجہ منع کرتے ہوں کہ ان  
میں بعض الفاظ موسوم شرک ہیں  
یا جاہل عوام کے ہیں۔ عقیدہ  
فاسدہ کی بنا پر کہ آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں۔  
اور ہمارے اس درود شریف پڑھنے  
کو بذات خود سن رہے ہیں اور  
آپ ہمارے تمام احوال سے  
ہمہ وقت واقف ہیں اس عقیدہ  
کا فساد اظہر من الشمس ہے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ اس  
عقیدے کے حامل نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے  
برخلاف آپ کو اللہ تعالیٰ کا  
شریک فرض کیا ہے کیونکہ ہر  
جگہ پر ہر کسی کی پکار کو سنا، ہر  
جگہ پر حاضر و ناظر ہونا اللہ وحدہ



لا شریک کی صفت ہے اس دعوت  
توحید کی خاطر تو آپ (صلی اللہ  
علیہ وسلم) نے مصائب کے  
پہاڑ برواشت کئے ہیں۔ لہذا آپ  
کی تعلیم کی خلافت ورزی کرنا  
درست نہیں۔ جبکہ خود آنحضرت  
نے واضح الفاظ میں فرما دیا  
ہے کہ اِنَّ لِلّٰہ مَلَأَتْکُمْ  
سِیَاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْلُغُوْنَ  
مِنْ اَمْتِی السِّلَاحَ یَعْنِی اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے کچھ فرشتے زمین میں  
اس کام میں مقرر ہیں کہ میری  
امت کی طرف سے مجھے سلام  
پہنچائیں (مشکوٰۃ شریف)

دوسرا اس وجہ سے کہ  
آپ کی موجودگی میں شور و غوغا  
معیط اعمال کا باعث ہے اور  
یا ان مذکور بالا ورثہ کے بعض  
شرائط کے ساتھ جواز کے ساتھ  
نماز والے درود شریف کو ترجیح  
دیتے ہوں۔

کیونکہ درود ابراہیمی بہر حال  
افضل الصلوٰۃ ہے اس لئے کہ  
وہ خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ  
وسلم کا تعلیم کردہ جیسا کہ گذشتہ  
صفحات میں باحوالہ گذر چکا ہے۔  
اور الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کے  
الفاظ سے درود بعد کے لوگوں نے  
غور نہ کیا ہے جن میں بہر حال اتنی  
بات متعلم ہے کہ خود ساختہ چیزیں  
سنت کے نور سے محروم ہوتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ درود  
شریف جس کا مطلب یہ ہے اللہ  
تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سرور  
دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے  
لئے رحمت طلب کرنا جو رحمت  
دینی و دنیوی بھلائی کو شامل ہو  
پڑھنے کو ہر مسلمان چاہے وہ کسی  
مسک و مشرب سے تعلق رکھتا ہو  
اپنی دینی دنیوی و اخروی فلاح کے  
لئے ضروری اور باعث سعادت و  
فضیلت سرمدی سمجھتا ہے۔ اس  
لئے ہم آخر میں بڑی درد مندی  
کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت  
میں عرض کریں گے وہ نیشے کے  
گھر میں بیٹھ کر بلا سوچے سمجھے  
پتھر پھینکنے سے گریز کریں مبادا  
اس سے اتحاد ملت کے جدِ محترم  
پر زرد پڑے اور آپ کا یہ فعل  
گنبدِ خضریٰ کی شبیہ کے زیر سایہ  
الفتنۃ امشد من القتل کا مصداق  
بن جائے اور کسی گستاخ کو یہ کہتے

کا موقع مل جائے کہ

کے خبر تھی کہ لے کر ہاتھ میں چراغ مصطفویٰ  
لگاتی آگ پھیرے گی جہاں میں ہو یہی!

بقیہ : ادارہ

دونوں عناصر اپنے آقاؤں کے  
اشارے پر قوت مسلمہ کو نقصان  
پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے  
نہیں جانے دیتے۔  
الحمد للہ ملک پاکستان میں

اسلام کے شیعائیوں اور ختم نبوت  
کے پرولانوں کی قربانیوں کے صدقے  
میں مرزائی صفوں میں دراڑیں پڑ  
گئی ہیں اور ان کا باوا پریشانی  
اور مایوسی کے عالم میں وہیں  
پہنچ گیا ہے جہاں اس کا ٹھکانہ  
تھا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا  
اس بجھتے ہوئے چراغ نے  
اپنے آخری سانسوں کے لئے ٹھکانا  
شروع کر دیا ہے۔ اس لئے  
حضرت کے الفاظ میں آج اس  
امر کی اشد ضرورت ہے کہ تمام  
مسلمان اس فتنہ کی مکمل سرکوبی  
کے لئے متحد و متفق ہو کر جد و  
جہد کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے  
کہ وہ ہمیں اپنے دین کی بقا  
کے لئے فتنہ مرزائیت کے مکمل  
سید باب کی توفیق نصیب فرمائے

بقیہ : مجلس ذکر

اس محفل میں اللہ والوں کا تذکرہ  
بھی باعث سعادت اور موجب اجر  
ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے  
صدقے ہمیں اپنے ذکر کی صلاحاتوں  
اور لذتوں سے مالا مال کرے اور  
جن لوگوں کے دلوں میں حضور کے  
محبوب صحابہؓ کے متعلق عناد و عداوت  
کا مرض ہے انہیں شفا و ہدایت  
عطا فرمائے۔ آمین!

# فضائل بیت اللہ (کعبہ شریف) مع تاریخ تعمیر

مراسلہ: عبدالحمید عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم عثمانیہ، مرہٹے ڈیرہ اسماعیل خان

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ  
لَلَّذِیْ بِبَکَّةٍ مَّبْرُکًا وَهَدٰی  
لِّلْعَالَمِیْنَ۔  
(آیت ۹۶ رکوع ۱ سورہ آل عمران)

حاصل ہے۔  
اور یہ افضلیت و شرف کئی وجوہ  
سے ہیں۔ چنانچہ تین وجوہ اس آیت  
کریبہ میں بتائے گئے۔  
۱۔ کعبہ دنیا کی سچی عبادت گاہوں  
میں سے سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔  
۲۔ برکت والا۔  
۳۔ یہ پورے جہان کے لئے  
ہدایت و راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

اس جگہ لفظ بکہ سے مراد  
مکہ مکرمہ شریف ہے۔ چاہے یہ کہا  
جائے کہ میم کو با سے تبدیل کیا ہے  
جیسا کہ اہل عرب میم کو با سے اور با  
کو میم سے تبدیل کرتے رہتے ہیں۔  
نمیط کی جگہ نمیط اور لازم کی جگہ لازم  
بولتے ہیں۔ یا یہ کہا جائے کہ مکہ کا  
دوسرا نام بکہ ہے۔

تشریح: مذکورہ آیت میں  
بیت اللہ شریف (کعبہ) کی افضلیت  
اور شرف کا بیان ہے۔ دنیا میں جتنے  
مکانات موجود ہیں چاہے مساجد ہوں  
خانقاہیں ہوں، گرے ہوں، دوسرے  
قسم کے عبادت خانے ہوں، عام  
مکانات جگہ کوٹیاں ہوں، ان تمام  
کے مقابلے میں کعبہ افضلیت اور شرف

میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو  
بن عاص روایت کی ہے کہ رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم  
وحواء علیہما السلام کے دنیا میں آنے  
کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے  
ذریعے ان کو یہ حکم بھیجا کہ وہ بیت اللہ  
(کعبہ) بنائیں ان حضرات نے حکم کی  
تعمیل کر لی۔ تو ان کو حکم دیا گیا کہ اس  
کا طواف کریں۔ اور ان سے کہا گیا  
کہ آپ اول الناس ہیں۔ یعنی سب  
سے پہلے انسان ہیں اور یہ گھر اقل  
بیت وضع للناس ہے۔ یعنی سب  
سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا  
گیا ہے۔

عقل بھی کہتی ہے کہ حضرت آدم  
علیہ السلام نبی ہیں۔ ان کی شان سے  
کچھ بعید نہیں کہ زمین پر آنے کے  
بعد اپنا گھر بنانے سے پہلے اللہ کریم  
کا گھر یعنی عبادت کی جگہ بنائی ہو۔  
اس لئے حضرت عبداللہ بن عمرو،  
مجاہد، قتادہ، سعدی وغیرہ صحابہ و تابعین  
اس کے قائل ہیں کہ کعبہ دنیا کا  
سب سے پہلا گھر ہے۔  
بعض روایات میں ہے کہ آدم







سید شوکت علی

## مظلوم مسلمانانِ عالم کی خدمت کے لیے ایک منظم تنظیم کی ضرورت ہے

تمام مسلمان جم واحد کی طرح ہیں اگر ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم اس کو دفع کرنے میں متحرک ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ احساس پوری امت مسلمہ میں بیدار ہو جائے تو آج مسلم ممالک جو یکے بعد دیگرے کفار و مشرکین کی زد میں آ رہے ہیں۔ کسی حد تک محفوظ ہو جائیں اور باطل کا مقابلہ کر سکیں۔ آج اسلام دشمن حکومتیں زیادہ تر خفیہ سازشیں کر کے دینی اور دنیاوی لحاظ سے بااثر افراد کے ذہن بنا کر کے اسلامی ممالک میں داخلی سطح پر انتشار پیدا کرتی ہیں۔ اور بین الاقوامی سطح پر مسلم ممالک میں آپس میں نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں۔ بالآخر نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ دشمنوں کو مسلم ممالک کے غلات جنگ کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بلکہ وہ خود آپس میں ٹکرا کر ختم اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور اسلام دشمنوں طاقتوں کے رحم و کرم پر ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ طاقتیں اپنی مرضی کا اسلام ان ممالک میں رائج کرتی ہیں۔ باطل کی یہ کوشش ہمیشہ سے رہی ہے کہ اسلام صحیح معنوں میں

مسلمانوں کی زندگی میں نہ آجائے ان کو یہ ڈر ہے کہ اسلام ایک حقیقت ہے اگر مسلمانوں نے اسے اپنا لیا تو وہ غالب آجائیں گے۔ اس لئے کفار مشرکین ملحدین اور ان کی زیر پرورش فرقے کلبیں، تنظیمیں اس جانب انتھک کوشش کر رہی ہیں۔

اندرون ملک عیسائی مشنریاں باقاعدہ کام کر رہی ہیں اور وہ غریب مسلمانوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر ان کے ایمانوں کو خریدنے میں۔ آج دنیا میں ان مشنریوں کی کوششوں سے ہزاروں مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ ایک پادری سے سوال کیا گیا کہ آپ نے کتنوں کو عیسائی بنا لیا ہے۔ تو جواب ملا کہ ہم نے کتنوں کو مسلمان رہنے دیا۔ یعنی دل سے اسلام کی عظمت نکال دیا۔ باطل نظریات کے حامل لوگ اپنے ملک میں کفرانیت شعاری کر کے کروڑ ہا روپیہ مسلمان ممالک پر مشتمل یا فنی یا تعلیمی منصوبوں پر لگا کر اپنے نظریات کو ان پر مسلط کرتے ہیں۔

الحمد للہ علمائے کرام بزرگان دین اپنی تقاریر اور وعظ سے امت کو اس بارے میں رہبری فرماتے ہیں مگر میری درخواست ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ تشکیلات اور تدبیر بھی ہونی چاہئے۔ ایک بین الاقوامی سطح پر جماعت ہونی چاہئے جو اسلام دشمن قوتوں کا بروقت جائزہ لے۔ اور اس میں ہر ملک کی معزز مخلص مقبول اور مدبر شخصیات شامل ہوں جو سیاست وغیرہ سے بالکل علیحدہ ہوں۔ وہ ان ممالک کے بااثر افراد سے انفرادی ملاقاتیں کر کے غیر اسلامی تنظیموں کی سرگرمیوں کے متعلق ان کو آگاہ کرے۔ اور ان سرگرمیوں کے عرائم اور نتائج سے ان کو باخبر کرے مؤثر اقدام اٹھانے کے متعلق اہم مشورے اور اپنا تعاون پیش کریں۔ دیگر یہ جماعت جہاں علمائے کرام کی ضرورت ہو وہ علماء فراہم کریں۔ جہاں مساجد کی تعمیر کی ضرورت ہو تو مساجد تعمیر کرائیں۔ مدارس کی ضرورت ہو تو مدارس۔ اسی طرح ہسپتالوں اور سکولوں کا انتظام کرائیں۔ آج عرب ممالک میں بے انتہا دولت کی فراوانی ہے اور اسلام دشمن عناصر ان کے سامنے مختلف عنوانات یا دینی اغراض

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم صرف اسی حدیث پر عمل کرنا شروع کر دیں تو معاشرے کی ساری برائیاں دور کی جا سکتی ہیں اس سلسلہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ایک تاریخی واقعہ ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ فتح مکہ سے قبل آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے وہ کسی تجارتی سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ آئے تھے اور ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے والد کی حیثیت سے آپ کی ہر طرح سے ملامت کی اور اسلام کے اصول کے مطابق والدین کے حقوق اور والدین کے احترام کا پورا مظاہرہ کیا۔ لیکن جب گھر میں حضرت ابوسفیان بیٹھے گئے تو حضرت ام سلمہ نے تیزی سے بڑھ کر بستر اٹھا لیا۔ حضرت ابوسفیان نہایت زیرک اور عقلمند آدمی تھے۔ انہوں نے خان کیا کہ بیٹی! کیا یہ بستر میرے قابل نہیں تھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں تھا کہ تم نے اٹھا لیا ہے؟

آپ اس بستر پر بیٹھے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور میں نہیں پسند کرتی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بستر پر کوئی مشرک بیٹھے۔ حضرت ام سلمہ نے بڑے صاف انداز میں ایمان و ایمان میں ڈوبا ہوا جواب دیا۔

بقیہ : ام حبیبہ رضی اللہ عنہا لگا بیٹے ہیں اور حضور کی سنت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اگر حضور کا فرمان والدین کی منشاء سے مکر رہا ہو تو ہم والدین کے آگے جھکاؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حضور کا فرمان سوالیہ نشان بن کے رہ جاتا

پانچ گنی ہوتی ہے یہ ہجوم عظیم وہاں صرف دو چار روز ہی نہیں بلکہ مہینوں تک رہتا ہے۔ موسم حج کے علاوہ بھی کوئی وقت ایسا نہیں آتا جس میں باہر سے ہزاروں انسانوں کی آمد و رفت نہ رہتی ہو۔ پھر خاص موسم حج میں جبکہ وہاں لاکھوں انسانوں کا جمع ہوتا ہے کبھی نہیں سنا گیا کہ بازار سے کسی وقت بھی ضروریات ختم ہو گئیں ہلتی نہیں۔ یہاں تک کہ قربانی کے بکرے جو وہاں پہنچ کر ایک ایک انسان تنو تنو بھی کر لیتا ہے اور اوسطاً فی کس ایک تو لینی ہے یہ لاکھوں بکرے وہاں ہمیشہ ہلتے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دوسرے ملک سے منگوانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔ یٰحَبِیْبِیْ اِلَیْہِ شَرَاکَ کُلِّ شَیْءٍ یعنی اس میں باہر سے لائے جانے ہیں۔ شمرات ہر چیز کے ان الفاظ میں اس کی طرف واضح اشارہ بھی موجود ہے کہ اہتمام نہیں کیا جاتا بلکہ قدرتی اور غیبی ذریعے سے پہنچ جاتے ہیں۔

یہ تو ظاہری برکات کا حال ہے۔ معنوی اور باطنی برکات تو اتنی ہیں کہ اس کا شمار نہیں ہو سکتا بعض اہم عبادات تو بیت اللہ شریف کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کا جو اجر عظیم اور برکات روحانی ہیں ان سب کا مدار بیت اللہ پر ہے۔ مثلاً دُعمد اور بعض دوسری عبادات کا بھی مسجد حرام میں ثواب



پیش کر کے اپنے مقاصد حل کر رہے ہیں اور یہ ان کی امداد اسلام کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ حضرات دوسرے ممالک سے مختلف ذرائع سے ان سے رابطہ قائم کر کے یہ امداد حاصل کر رہے ہیں۔ اس لئے اس جماعت کا کام یہ بھی ہوگا کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب اور صحیح ذرائع امداد کی نشاندہی کرے۔ دوسرا یہ بھی فریضہ ہوگا کہ قدرتی آفات زلزلے اور جنگوں کے نتیجہ میں مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد کرے کیونکہ ان حالات میں غیر امدادی تنظیمیں امداد کر کے ان کے ایمانوں کو لوٹی ہیں۔ دیگر یہ جماعت کا کام محنت کرانا بھی ہوگا۔ مسلمان ممالک میں آپس کے ٹکراؤ کی صورت میں دونوں جانب کو فریب کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ مختلف مسلم ممالک میں مسلمان فرقوں میں فرقہ واری کو ہوا دینے میں اکثر اسلام دشمن عناصر کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس صورت میں یہ جماعت ان کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کرے۔ ایک بات قابل لحاظ ہے کہ یہ جماعت عقائد کو نہیں چھڑے گی بلکہ یہ کوشش کرے گی کہ آپس کے ٹکراؤ سے ملک کی سالمیت کو ٹھیس یا غیر مسلموں کو فائدہ نہ پہنچے۔ ہماری مساجد کا موجودہ حال

یہ ہے کہ لاکھوں بلکہ کہیں کروڑ ہا روپیہ ان کی تعمیر پر خرچ ہو رہا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ مسجد کی تعمیر میں اتنا خرچ کرنا چاہئے جتنا شریعت اہانت دے اور ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے دمشق کی جامع مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں (جو ولید نے اپنی ذاتی ملکیت سے بنوائی تھی) فرمایا تھا اللہ اس سے اصراف کرنے پر حساب لے گا (مفہوم) میری یہ رائے ہے کہ مفتی حضرات سے پوچھ کر بقدر ضرورت تعمیر پر خرچ کرنا چاہئے فاضل روپیہ متعلقہ محلہ کے ضرورت مند حضرات پر خرچ کرنا چاہئے تاکہ وہ غیر اسلامی مشنریوں کے ہاتھ اپنا ایمان نہ بیچیں کیونکہ افلاس کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ آج ہماری مساجد میں نماز، درس اور تدریس وغیرہ کے اعمال ہوتے ہیں مگر عہد نبویؐ میں مساجد مسلمانوں کی زندگی کا پورا آئینہ تھیں۔ مساجد سے جہاد، تبلیغ وغیرہ کے لئے جماعتیں جانی تھیں۔ ملک کا انصاف، بیت المال کے مصرف وغیرہ کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ مساجد میں نمازی اس بات کا جائزہ لیتے تھے کہ کون بھائی بیمار اور مصیبت زدہ ہیں اور ان کی امداد کا بھی انتظام ہوتا تھا۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ مساجد میں ایک رابطہ کمیٹی بھی ہونی چاہئے جو محلہ کے مظلوم، بیوایں، بیروزگار، بیمار

ننگدست وغیرہ کا جائزہ لیں اور ان کی امداد کرنے کا انتظام کریں۔ اس سے نمازی حضرات کا محلے کے رہنے والوں میں قدر، اکرام بڑھے گا۔ اور نتیجہ میں اسلام اور مسجد کی طرف رجوع ہوں گے۔ مساجد آباد ہوں گی۔ اس سلسلے میں چند ضروری نہیں بلکہ یہ رابطہ کمیٹی محیرہ حضرات کو مؤثر انداز کی نشاندہی کرے۔ تاکہ امداد صدقات زکوٰۃ وغیرہ کا بر محل استعمال ہو۔ دیگر نقدی کی طرح صلاحیتوں کا چند بھی خدمت میں شامل ہے۔ مثلاً ذی اثر یا فوت ولے اشخاص مظلوموں کو محلہ کے شریک عناصر سے نجات دلا سکتے ہیں۔ دکاندار غریب جھوٹے مقدموں میں پھنسے ہوئے حضرات کی امداد کر سکتے ہیں۔ اساتذہ غریب طالب علموں کی تعلیم کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ افسران محلے کے پانی بجلی وغیرہ کے مسائل حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر غریب بیماروں کی تیمارداری یا علاج میں مدد دے سکتے ہیں۔ علاقے کرام محلے میں عیائل مشنری اور غیر اسلامی تنظیموں کی تبلیغ کے خلاف محلے کے لوگوں کو باخبر کر سکتے ہیں۔ یہ رابطہ کمیٹی مسجد کے باہر بھی محلے کے افراد کی ایک فلاح بہبود کی تنظیم بنا سکتے ہیں۔ مسجد میں یہ کمیٹی قائم کرنے کا طریقہ پیش امام صاحب خدمت کے

## ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

### بیگم دلدار صاحبہ کراچی

میرے لیے یہ پہلا موقع نہایت خوشی کا باعث ہے کہ میں ایک دینی رسالے کی دساعت سے اپنی بہنوں سے ہمکلام ہو رہی ہوں۔ اور یہ خوشی اس لحاظ سے مزید باعث اطمینان ہے کہ دینی رسائل میں خواتین کے صفات محض جذباتی اور بے بنیاد نعروں پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ ان میں خواتین کے حقیقی مقام کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اسلام نے خواتین کو جو مقام دیا ہے اور دور جہالت میں کئے جانے والے غیر منصفانہ طرز عمل سے نجات دلائی، وہ نسوانی تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور اس موضوع پر انشاء اللہ پھر کبھی تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے گی۔ آج میں اسلام کی تاریخ میں خواتین اسلام کے تابندہ کردار کی ایک جھلک پیش کروں گی۔ جو یقیناً ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ تاریخ اسلام میں ہمیں ہر مقام پر اسلام کی عظمت و سرمدی میں خواتین کی نمایاں جدوجہد نظر آتی ہے۔ اور تقسیم فطرت کے مطابق اگر مرد میدان جنگ میں تیرو سناں کے آگے سینہ سپر

نظر آتے اور قوت بازو کے جوہر دکھلاتے نظر آتے ہیں تو اسلامی فوج کے زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیگر ضروری خدمات میں اسلامی خواتین کا دستہ بھی سرگرم عمل نظر آتا ہے! حقیقت یہ ہے کہ اسلامی عظمت کا سہرا جہاں ابی عظیم مجاہدین اور سپہ سالاروں کے سر ہے جنہوں نے دشمنان اسلام کی بڑی بڑی فوجوں کے کے رخ پھیر دئے اور صحراؤں اور سمندروں میں اسلامی رفعت کے لیے اپنی زندگیاں گزار دیں اور اسی عظیم اور مقدس کام میں اپنی زندگی وار دی دیاں ان خواتین کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جن کی آغوش اسلام کے نونہالوں کے لیے ایک عظیم تربیت گاہ تھی۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو اسلام سرمدی پر تیار کیا۔ اور وقت آنے پر اُن کے تربیت یافتہ یہ نونہال وقت کے عظیم مجاہدین میں شمار ہوئے اور انہوں نے وہ کردار ادا کیا کہ آج دنیائے اسلام ان کے کارناموں پر فخر کرتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان کے لیے کوئی شخصیت یا مال و منال

حضور سے بڑھ کر محبوب نہیں ہو سکتا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَذَلِكَ مِنْ أَجْمَعِينَ۔ (احادیث) کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والد، اولاد اور ساری دنیا سے زیادہ عزیز و محبوب نہ ہوں۔ ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی سے بھی محبت نہ ہو اور اس کا حقیقی مشاہدہ ایسے موقع پر ہوتا ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی محبت کا مقابلہ آجائے۔ ایسے وقت میں ایک مومن کی حیثیت سے ہمیں کس کو ترجیح دینی ہے اور کس کو چھوڑنا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہمیں زبان سے نہیں اپنے عمل سے دینا ہے۔ جاری موجودہ پستی اور دین سے دوری کا سب سے بڑا سبب ہی یہی ہے کہ ہم نام تو حضور کی محبت کا لیتے ہیں اور عشق رسولؐ کا دعویٰ ہر وقت ہماری نوک زبان پر ہوتا ہے لیکن جب حضور کی محبت کے مقابلے میں اولاد کی محبت آتی ہے تو ہم اولاد کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ اگر حضور کے عمل کے مقابلے میں معاشرے کی ناپائیدار اور بے حقیقت آقاؐ قدریں آتی ہیں تو ہم معاشرے کو پیچھے



## ایڈیٹر کے ڈاک

قسم خدا کی نہ مال و دولت، نہ ساز و سامان چاہتے ہیں  
خدا کے بندو! ہم اس وطن میں نفاذِ فتوٰں چاہتے ہیں  
یہاں ہو صدیقؑ کی صداقت، یہاں ہو فاروقؑ کی عدالت  
یہاں علیؑ کی بہادری ہو، غناء عثمانؑ چاہتے ہیں  
شراب خانے قمار خانے، یہ بد معاشرتی کے کارخانے  
تباہ و برباد چاہتے ہیں، خراب و ویرانے چاہتے ہیں  
یہ ساز و نغمہ، یہ رقص و مستی، یہی ہے وجہ زوال و پستی  
سب ایسے فسق و فجور کا ہم، یہاں سے فقدان چاہتے ہیں  
ہمارے بیٹے جو ہوں بہادر، تو بیٹیاں ہوں حبیب کی پیکر!  
معاشرہ جن سے ہو مثالی، ہم ایسے انسان چاہتے ہیں  
وہ جن کے باعث ہمارے اسلاف، تھے معزز زمانے بھر میں  
وہ شرم و اخلاق چاہتے ہیں، وہ دین و ایمان چاہتے ہیں  
ہمیں جو جینے کے گرتاے، ہمیں جو انسانیت سکھائے  
ہم ایسی تعلیم چاہتے ہیں، وہ علم و عرفان چاہتے ہیں  
جو راہ حق پر ہمیں چلائے، جو ظلم و شر سے ہمیں بچائے  
ہمیں ہے اس راہ کی خواہش، ہم ایسا سلطان چاہتے ہیں  
یہ سازشیں ہم نہ چلنے دیں گے، یہ کوششیں ہم نہ پھلنے دیں گے  
بڑی ہلاکت ہے اے مسلمان! جو یہ شیطان چاہتے ہیں  
تمہیں بتاؤں کہ ڈھار ہے ہیں، یہ کیوں حصار کتاب و سنت!  
یہ اپنے کھل کھیلنے کی خاطر، وسیع میدان چاہتے ہیں  
اس لیے ہے عتاب ہم پر، یہی ہماری خطا ہے ظالم!  
خدا کے احکام چاہتے ہیں، نبیؐ کے فرمان چاہتے ہیں  
جو ہو شریعت کی حاکمیت، ائیں وطن میں ہو امن و راحت  
ہم ایسا آئین چاہتے ہیں، ہم ایسا اعلان چاہتے ہیں!

خدا کے احکام چاہتے ہیں، نبیؐ کے فرمان چاہتے ہیں

سید امین گیلانی، شیخ پورہ

نظام العلماء صوبہ پنجاب کی مجلس  
عاملہ کا ایک اہم اجلاس ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴  
بروز ہفتہ جامع مسجد انوری سنت پورہ  
فیصل آباد میں حضرت مولانا محمد شریعت  
مدظلہ العالی کی زیر صدارت منعقد ہوا  
جس میں صوبائی نظام شریعت کنونشن  
کے انتظامات اور دیگر اہم امور پر  
غور و غوض کے بعد درج ذیل فیصلے  
کئے گئے۔ اجلاس میں طے کیا گیا  
کہ صوبائی نظام شریعت کنونشن ۱۸ اکتوبر  
۱۹۸۴ بروز بدھ بخاری مسجد جناح  
کانونی فیصل آباد میں ہوگا۔ پروگرام  
کی ترتیب درج ذیل ہوگی۔  
۱۔ صبح دس بجے صوبائی مجلس  
عمومی کا اجلاس ہوگا جس میں صوبائی  
کچھہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا  
جائے گا۔ اور آئندہ پروگرام کا تعین  
کیا جائے گا۔  
۲۔ ظہر کی نماز کے بعد دوسری  
نقشبندی ہوگی۔  
۳۔ تیسری نشست رات کو عشاء  
کے بعد منعقد ہوگی۔  
ان نشستوں سے حضرت الامیر  
مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت  
برکاتہم اور دیگر مرکزی اور صوبائی رہنما  
خطاب کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز پنجاب  
کے علاوہ دوسرے صوبوں کے سرکردہ  
رہماء بھی خطاب کریں گے۔  
اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ جمعیت  
کے صوبائی اور مرکزی رہنما مندرجہ ذیل  
پروگرام کے مطابق صوبہ کے مختلف  
حصوں کا دورہ کریں گے اور ضلعی  
تنظیموں کے انتخابات مکمل کرانے  
کے علاوہ کنونشن کے سلسلہ میں  
جماعتی احباب کے ساتھ ضروری امور  
پر بات چیت کریں گے اور مقامی  
و ضلعی تنظیموں کی کارکردگی کا جائزہ لیں گے۔  
۱۔ مولانا شبیر احمد شاد صوبائی سیکریٹری  
اطلاعات بہاولپور ڈویژن۔  
۲۔ زاہد الراشدی ملتان ڈویژن۔  
۳۔ مولانا محمد رمضان ناظم مرکزی  
و مولانا عبداللطیف لاہور ڈویژن  
و گوجرانوالہ ڈویژن۔  
۴۔ مولانا حامد علی رہمانی راولپنڈی  
ڈویژن۔  
۵۔ مولانا حکیم محمد یسین و مولانا فیصل الرحمن  
نقشبندی سرگودھا ڈویژن و فیصل آباد  
ڈویژن۔  
۶۔ مولانا عبدالرؤف ربانی ڈیرہ  
غازیخان ڈویژن۔  
یہ حضرات ضلعی رہنماؤں سے مل  
کر ضلعی عہدہ داروں کے نام و پتے  
حاصل کریں گے اور اگر انتخابات نہیں  
ہوئے تو اپنی نگرانی میں انتخابات  
کرائیں گے اور صوبائی کنونشن کے  
لئے علماء و کارکنوں کو تیار کریں گے  
ان حضرات سے کہا گیا ہے کہ وہ  
اپنا کام ۵ اکتوبر تک بہر حال مکمل  
کریں اور مجلس استقبالیہ کے صدر  
کو رپورٹ کریں۔  
اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب  
کے تمام اضلاع سے صوبائی کنونشن  
اور دیگر جماعتی اخراجات کے لئے  
فی ضلع کم از کم ایک ہزار روپے وصول کئے  
جائیں گے اضلاع یہ تنظیمیں فوری طور  
پر یہ رقم صدر استقبالیہ مولانا عزیز الرحمن  
انوری مسجد انوری فیصل آباد کو پہنچا  
دیں یا دورہ پر آنے والے رہنماؤں  
کو ضلع کی جماعت سے یا دو چار مختیر  
دوستوں سے دورہ کے وقت یہ  
رقم دلوا دیں۔  
اجلاس میں تمام اضلاع کی تنظیموں  
کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے  
اپنے ضلع سے علماء اور کارکنوں کو  
صوبائی کنونشن میں شرکت کے لئے



# تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے

نام کتاب: سنتہ الانبیاء علیہم السلام  
تصنیف: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی  
صاحب مظلہ العالی  
شائع کردہ: دارالارشاد، الہک شہر  
قیمت: تین روپے

نام کتاب: علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب  
مصنف: مولانا محمد عبداللہ صاحب  
ملنے کا پتہ: درج نہیں  
قیمت: ۳ روپے

برصغیر پاک و ہند میں اسلام  
کی نشاۃ ثانیہ کے تحفظ اور انگریزوں  
دو سو سالہ حکومت کا بوریہ بستر  
گول کرنے میں جو کردار ادا علماء  
حق نے ادا کیا ہے۔ تاریخ عالم  
آج بھی اسے اپنے ماتھے کا جھومر  
سمجھتی ہے۔ ان علماء اکابر نے محنت  
خلوص، لہجہ سے دین کی تبلیغ کا  
فریضہ انجام دیا ہے اور اس راستے  
میں جو مصائب اور تکالیف آئیں۔  
انہیں خندہ پیشانی سے قبول کیا اور  
ان اکابر کو مشکلات کے جن ڈنڈوں گنا  
راستوں سے گزرنا پڑا ان کے بیان  
سے زبان لرزتی ہے اور قلم لکھنے  
کی سکت نہیں رکھتا۔  
افسوس کا مقام یہ ہے  
کہ وہ لوگ جنہوں نے کبھی اور کسی

دور میں بھی انگلی تک نہیں کٹوائی  
وہ آج غلط ملط طریقے سے ان  
اکابر کو صرف اور صرف اپنے کھلتے  
ہیں ڈال کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ  
کو سچ کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ  
اکابر سب مسلمانوں کے مشترکہ وارث  
تھے۔ ہمارے چاروں مسالک فقیہ  
حقہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ  
برحق ہیں۔ ان میں اگرچہ فروعی  
اختلافات نظر آتے ہیں لیکن ان  
کی اصل اور بنیاد ایک ہے اور  
ان سب کا مرکز و محور سرور کائنات  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ذات مبارک ہے۔  
مسلم معاشرے کو آج جتنا  
نقصان فرقہ واریت سے پہنچا  
ہے کسی اور چیز سے نہیں پہنچا۔  
اور اس فضا کو بہتر بنانے میں علماء  
کرام بہت بہتر کردار ادا کر سکتے  
ہیں۔  
اللہ بھلا کرے حضرت مولانا  
محمد عبداللہ صاحب مظلہ کا جو  
حقیقتاً ایک مستند عالم باعمل ہیں  
کہ انہوں نے زیر نظر رسالہ "علماء  
دیوبند اور مشائخ پنجاب" لکھ کر

پوری محنت کے ساتھ تیار کریں۔  
منطقی عمدہ دارمصلح کا دورہ کریں اخبارات  
میں اس کے بارے میں بیانات  
اور خبریں جاری کریں اور اپنی تقاریر  
و بیانات میں جماعتی مقاصد کا اہمیت  
کے ساتھ ذکر کریں۔ اجلاس میں ایک  
قرار داد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ  
کیا گیا کہ مسئلہ کے آئین کو بلانا غیر  
بحال کیا جائے۔ جمہوری عمل بحال کیا  
جائے، سنسٹر شپ اور اظہار رائے  
پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں اور مسئلہ  
کے آئین کے تحت جماعتی بنیادوں  
پر آزادانہ انتخابات کر لئے جائیں۔  
ایک اور قرار داد میں وفاقی سیکرٹری  
اطلاعات لفٹیننٹ جنرل مجیب الرحمن  
کے اس بیان کی مذمت کی گئی کہ قرآن و  
سنت کی تعبیر و تشریح میں حکومت کی  
رائے کو حتمی قرار دیا جائے کیونکہ حکومت  
کے پاس تحقیق کے وسائل زیادہ  
ہیں قرار داد میں اس بیان کو گمراہ کن  
قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ قرآن و سنت  
کی تعبیر و تشریح کا حق مسلمہ اصولوں  
کے مطابق اہل علم و اجتہاد  
ایک قرار داد میں قادیانیوں کے بارے  
میں صدارتی آرڈیننس پر عملدرآمد  
اور کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کو  
الگ کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور ساہیوال  
کے چوہدری نعمت اللہ شہید کے قاتلوں  
اور چیچک کے صوفی محمد رمضان  
کو اغوا کرنے والوں کو گرفتار کرنے  
کا مطالبہ کیا گیا ایک قرار داد میں

قادیانیوں کی حمایت میں بے نظیر بھٹو  
اور ایم آر ڈی کے دیگر لیڈروں کے  
بیانات کی مذمت کرتے ہوئے انہیں  
دینی حیثیت کے منافی قرار دیا گیا۔ ایک  
اور قرار داد میں اغوا، قتل، دہشت  
اور غنڈہ گردی کے واقعات میں  
مسلحہ اسلحہ پر تشویش کا اظہار  
کرتے ہوئے امن عامہ کے قیام  
کے لئے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات  
کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔  
تمام منطقی جمیعتوں سے گزارش  
ہے کہ ان فیصلوں پر فوری عملدرآمد  
کریں ورنہ کرنے والے تمام رہنماؤں  
سے مکمل تعاون کریں اور مصلح کی تازہ ترین  
صورت حال سے بذریعہ خط آگاہ کریں۔  
ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان  
سویہ پنجاب

۳۱ اگست ۱۹۸۴ء  
محترم مولانا زرولی خان صاحب  
اسلام علیکم۔ آپ کا تحریر کردہ  
مؤثر مضمون بعنوان "اندھ حلال ہے"  
۳۱ اگست ۱۹۸۴ء کے خدا مالدین میں  
نظر سے گذرا۔ یہ سیر حاصل تحریر پڑھ  
کر دل کو ایک گونہ سکون حاصل ہوا  
دوسووں اور قنٹوں کے رد کے لئے  
جس قسم کے بروقت اقدام کی  
ضرورت ہوتی ہے وہ آپ نے  
پورا کر دیا ہے۔ اور خوبی یہ نظر آئی  
کہ یہ مضمون دلیل کی بنیاد پر ہے  
نہ کہ "خند برائے خند" پر۔ انشاء اللہ  
اس سے قارئین کو انشراح صدر ہوگا۔

۱۔ اس سے دلیل کی بنیاد برقرار  
و حدیث متزلزل ہو گئی ہے۔  
۲۔ قدیم طبی کتب میں دئے گئے  
طبی فوائد کی اب سند اور معنویت نہیں رہی۔  
چونکہ علم الابدان ایک مسلسل اور  
اکتسابی علم ہے اس لئے زمانہ  
قدیم کے کئی مشاہدات و تجربات  
غلط ثابت ہوئے ہیں اور اس  
دوران ہزار ہائے فوائد و نقصانات  
کا علم ہوا ہے۔ اس سلسلے میں  
سچ مستند اور تازہ ترین معلومات  
کے لئے میڈیکل کالج کے پروفیسر  
آف فزیالوجی (علم الافعال) اور پروفیسر  
آف نارما کالوجی (علم الادویات)  
سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔  
(باقی صفحہ پر)



سید العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد دینیوری رحمۃ اللہ علیہ

سیرت و سوانح

یلایضاً

حامی عبیدی کے قلم سے

دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے

خوبصورت کاغذ، مجلد، قیمت = ۲۰ روپے

تاج حضرات کے لئے معقول کمیشن

مکتبہ خدا م الدین، اندرون شیرانوالہ گیٹ، لاہور

مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو ختم کرنے یا کم سے کم کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور نہایت اعلیٰ اور منفرد انداز میں علماء دیوبند اور علماء بریلی کے اکابر کے آپس میں باہمی ادب و احترام کو مثالوں سے مؤثر انداز میں تحریر فرمایا ہے۔

ترسٹ صفحات اور خوبصورت کاغذ، کتابت اور طباعت پر مشتمل یہ رسالہ انتہائی ارزاق قیمت پر مہیا کیا ہے۔ ہر ساقی اور خصوصاً تمام مسلمانوں کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

نام کتاب : راہ سعادت مع عطیہ چشم بعد از مرگ ترجمہ و ترتیب : حافظ عبدالرحمن نعیم قیمت : ۸/۵۰ روپے صرف طے کے پتے : (۱) جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث باغبانپورہ

(۲) سحانی اکیڈمی ۱۹- اردو بازار لاہور زیر نظر کتاب عربی کتابچے بنام حسنہ السعدۃ الی طریق السعدۃ کا اردو ترجمہ ہے جس کے مؤلف الشیخ عبداللہ سلیمان بن حمید ربیع صلیبات القصیم (بریدہ) ہیں۔ اس کتابچے میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جنہیں آج مسلمان یکسر نظر انداز کرنے کے با وصف ایسے سمجھتے ہیں

جیسے کوئی حرج نہیں یہ مسائل دیکھنے میں اگرچہ پھوٹے لیکن اعمال کے ترازو میں بڑے وزنی ہیں۔ اس کتابچے میں جن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ریڈیو سننے کا شرعی حکم، تصاویر کا شرعی حکم، دارطبی مؤذن سے متعلق شرعی حکم، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا، تنباکو نوشی کی حرمت عورتوں کا زیب و زینت کے ساتھ باہر نکلنا، پردہ کے فوائد وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ مؤلف نے نہایت سہل طریق سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا ہے اور مترجم نے کمال دیانتداری اور محنت سے اسے قارئین تک پہنچایا ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں ایک عنوان عطیہ چشم بعد از مرگ بھی اہمیت کا حامل ہے سوئے قیمت آج مسلمانوں میں خلاف شریعت عمل عین شریعت سمجھے جانے لگے ہیں۔ مرنے کے بعد آنکھوں کا عطیہ کسی دوسرے کے لئے دینا قطعاً ناجائز ہے۔ مؤلف نے اس دور کے تمام جید علماء کرام کی آراء کو اس میں شامل فرما کر کتابچہ کو قیمتی بنا دیا ہے۔ قارئین کرام کو یہ کتابچہ ضروری مطالعہ کرنا چاہئے۔

بقیہ : مظلوم مسلمانان عالم موضوع پر وعظ تقاریر کر کے اس خدمت کے لئے لوگوں کے نام طلب کرے۔ اور رفتہ رفتہ انشاء اللہ یہ کمیٹی وجود میں آجائے گی اگر اس میں خیر ہو تو مجھے اور ہم سب کو اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر شر ہو تو محفوظ فرمائے۔

بقیہ : ایڈیٹر کی طاک یہ جان کر بھی خوشی ہوئی کہ اس سلسلے میں آپ ایک مستقل رسالہ بھی تحریر فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ میری معروضات کو پیش نظر رکھیں گے۔ والسلام مخلص شکر

الحاج شیخ محمد اسماعیل صاحب کلاخہ مدرس جہاں آباد کی اہلیہ کی وفات حشر آیات پر دارالعلوم عربیہ خضرہ بھیرہ میں ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن مجید اور ختم کلمہ طیبہ کیا گیا۔ دارالعلوم عربیہ خضرہ کے ہستم مولانا جلال الدین نے مرحومہ مغفورہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا کہ مرحومہ مغفورہ بہت نیک زاہدہ عابدہ عورت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام نصیب فرمائے اور مرحومہ کے فرزندان الحاج عبدالسلام، الحاج سبحان، الحاج عبدالمنان، الحاج محمد اکرم محمد اسلم سے تعزیت کی۔ شریک غم انتظار حسین اسعد قادری